از افادات حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق مدظلہٗ

ضبط و ترتیب: ادارۃ الحق

عالم کیلئے عالِم کی اہمیت

۹ جنوری کو دارالحدیث ہال میں دارالعلوم کے صدر مدرس حضرت علامہ مولانا عبدالحلیم صاحب فاضل دیوبند کے سانحۂ ارتحال پر تعزیتی اجتماع ہوا جس میں کئی اساتذہ اور طلباء نے مرحوم کے صفات و کمالات پر خطاب کیا۔ اس موقع پر حضرت شیخ الحدیث مدظلہ کا خطاب پیش خدمت ہے۔ (ادارہ)

نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم موتُ العالِم موت العالَم (او کما قال علیہ السلام)
میرے بھائیو اور بزرگو! جس عظیم صدمہ نے آپ اور ہمیں یہاں جمع کر رکھا ہے۔ واقعی اس کی گہرائی تک پہنچنا مشکل ہے۔ نسبی والد کی جدائی اولاد کے لئے کتنی مشکل ہوتی ہے۔ نسبی باپ؟

روحانی مربی اور استاد کے حقوق | تو استاد بحیثیت خاص طور سے تفاسیر و احادیث کا استاذ، فقہ اور اصول فقہ کا معلّم، تو روحانی والد ہوتا ہے۔ روح کی تربیت، روح کا تزکیہ تو علم دین ہی سے ہوتا ہے۔ اور علم دین ہمیں اساتذہ اور علماء بتلاتے ہیں۔ جسمانی اور نسبی والد جو ہم سب کا ہوتا ہے۔ اس نے ہماری نشوونما کی ہے۔ تربیت کی ہے۔ مگر جسم کی ہڈی اور گوشت کی نشوونمائی ہے۔ روٹی کا فکر کیا ہے۔ کپڑے کا فکر کیا ہے۔ مگر عالم اور استاذ ہمیں کفر سے ایمان کی طرف لایا۔ اس نے ہمیں توحید سکھائی۔ اس نے ہمیں رسالت کا مقام سکھایا۔ اس نے ہمارا عقیدہ درست کیا اس کی وجہ سے ہم اخلاق فاضلہ عقائد صحیحہ کا مجموعہ بنے۔ تو یہ برکت اس استاذ اور عالم کی ہے کہ اس نے یہ تربیت دی۔ تو وہ روحانی مربی ہے اور باپ جسمانی مربی۔ اور جیسے روح لطیف ہے اور جسم اس کے مقابلہ میں کثیف تو دونوں میں جو نسبت ہے وہی نسبت ان دونوں کے حقوق کی ہے۔ کثیف جسم کے مربی (والد) کے بارہ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ ان اشکر لی و لوالدیک۔ تو جو روحانی تربیت کرتا ہے اس کا کتنا بڑا حق ہوگا؟ اس کی ہمارے ساتھ کتنی شفقت ہوگی اور کتنا احترام اس کا ہمارے قلب میں ہونا چاہئے؟ تو بھائیو! آج اس احاطہ دارالعلوم میں شامل تمام افراد بلکہ سارے صوبہ اور پاکستان کے لئے یہ صدمہ بہت بڑا صدمہ ہے موتُ العالِم موت العالَم۔

عالم سارے انسانوں کا خیرخواہ | اور دنیا میں ایک شخص صرف اپنی جان کی پرورش کرتا ہے۔ کہ اس کی خوراک رہائش لباس اچھا ہو۔ صرف اپنی فکر ہے دنیا سے اور کسی سے کوئی تعلق نہیں۔ اور ایک انسان وہ ہے جو اپنے کنبہ کی پرورش کرتا ہے۔ اسے پڑھاتا ہے۔ اپنی فکر بھی ہے مگر کنبے کا بھی پاس ہے۔ بھائی بندی کا فکر ہے خویش و اقارب کا بھی فکر ہے مگر اوروں کا نہیں۔ اور ایک انسان وہ ہے جو ساری دنیا کل عالم کا خیرخواہ اور ہمدرد ہے۔ ہمارا یہ مختصر سا حلقہ دیکھئے۔ اس میں بلوچستانی بھی ہے۔ افغانستانی بھی۔ سرحدی بھی ہے اور پنجاب و سندھ کے قبائلی بھی ہیں۔ تو عالم اور استاذ اپنی ذات کے لئے نہیں ہوتا کہ صرف اپنی ذات کی نشوونما کرے۔ عالم کنبہ پرور نہیں ہوتا عالم حضورؐ کا نائب اور قائم مقام ہوتا ہے۔

حضورؐ کی شان رحمت | اور جیسے حضور اقدس رحمۃ للعالمین اور شفیع المذنبین ہیں اور ساری مخلوق کے لئے باعث رحمت و خیر ہیں۔ یہاں تک کہ آپ کو معلوم ہے کہ جنگ احد میں دانت مبارک شہید کر دیے گئے۔ جسم مبارک زخمی ہوا تو اس مربی عالم اور روحانی والد نے فرمایا

اللھم اھد قومی فانہم لا یعلمون۔ اے اللہ میری قوم کو ہدایت دے کہ یہ جانتے نہیں۔ اور ایسا وقت بھی آیا کہ حضورؐ نے دعا فرمائی۔ کہ اے اللہ میں بھی انسان اور بشر ہوں اگر بمقتضائے بشریت غصہ کی کوئی بات کسی کے بارہ میں میرے منہ سے نکل گئی ہو یا کسی کو بددعا کی ہو تو وہ بھی اس کے حق میں نیک دعا بنا دے۔ کبھی انہوں نے کسی سے انتقام نہیں لیا۔ مکہ معظمہ فتح ہوا تو سارے کافر جمع ہیں۔ ہر ایک کا یقین ہے کہ اب تو حضورؐ گردن کاٹ دینے کا حکم دیں گے۔ حضورؐ کے سامنے سب سرنگوں کھڑے ہیں ۱۲ سال کے مظالم کافروں کے سامنے ہیں۔ اور نادم و شرمندہ ہیں۔ تو حضورؐ اقدس نے ان سے دریافت فرمایا۔ کہ میرے متعلق آج کیا خیال ہے؟ کہا حضورؐ آپ ہمارے بھائی ہیں، بہت اچھے بھائی اور مہربان بھائی۔ ہم نے بہت زیادتی کی ہے مگر توقع آپ سے بھلائی کی ہے۔ حضورؐ نے فرمایا۔ انتم الطلقاء۔ جائیے سب آزاد ہو جو چاہے جو مرضی ہو کرو۔

حضورؐ نے فتح مکہ کے موقع پر کسی کو جبراً مسلمان بھی نہیں کیا۔ یہ بھی حکم نہیں دیا کہ مسلمان ہونا پڑے گا۔ بلکہ فرمایا جو چاہو کرو۔ آج میں حضرت یوسفؑ عزیز مصر کی طرح معاملہ کروں گا کہ جن کے ہاتھ میں اختیار تھا۔ مگر بھائیوں سے فرمایا۔ لا تثریب علیکم الیوم۔ میں ملامت بھی نہیں کرتا گلہ شکوہ بھی نہیں کروں گا۔ کہ مجھے کنوئیں میں ڈال دیا۔ باپ سے جدا کر دیا۔ غلام بنا دیا۔ تو فرمایاؐ کہ میں آج تم سے تمہارے ماضی کے مظالم کا ذکر بھی نہیں کروں گا۔

الغرض عالم تو ایسے مشفق سراپا رحمت نبی کا نائب اور قائم مقام ہوتا ہے ـــــ العلماء ورثۃ الانبیاء ـــــ اور جیسے انبیاء کرام سب کے لئے رحمت ہوتے ہیں۔ اسی طرح ان کے نائب عالم بھی صرف اپنے پیٹ اور اپنے کنبے کے لئے نہیں بلکہ اس کے لئے ساری امت برابر ہوتی ہے۔ کل عالم کل افراد انسانی کو جنت لے جانے کی سعی اور

کوشش ہوتی ہے ۔ اور اسی وجہ سے چونکہ عالم سارے عالم کا خیر خواہ ہوتا ہے ۔ تو حضورؐ نے فرمایا کہ ایسے عالم خصوصاً مدرس عالم جو بھلائی پھیلا رہا ہے کے لئے ساری مخلوق ، دریا کی مچھلیاں ۔ اور حشرات الارض ۔ کیڑے مکوڑے اور چیونٹیاں بھی اپنے بلوں میں دعا کرتے ہیں ۔ کہ اللہ اس کی عمر بڑھا دے ۔ اس کی عمر میں برکت دے ۔ کہ انہیں اندازہ ہے کہ عالم کا وجود ان سب کی بقاء کا ذریعہ ہیں ۔

علم دین بقاء عالم کا ذریعہ | عالم ہوگا تو دین بھی ہوگا ۔ علم دین ہوگا تو دیندار بھی ہوں گے ۔ دیندار ہوں گے تو کام بھی وہ دین ہی کا کریں گے ۔ وہ ذکر الٰہی ۔ اللہ ۔ اللہ ۔ اللہ خواہ عملاً ہوتا قولاً کرتے رہیں گے ۔ مسلم شریف میں آتا ہے کہ جیسا اس انسانی بدن کے لئے روح اس کی حیات و حرکت کا ذریعہ ہے ۔ اسی طرح عرش سے فرش تک کل عالم کا نظام بھی ایک مرکز سے وابستہ ہے ۔ وہ مرکز کیا ہے ؟ ذکر الٰہی اور دین ۔ تو جب تک ذکر الٰہی اس روئے زمین پر جاری رہے گا تو یہ عالم بھی باقی ہوگا ۔ یہ آسمان ۔ یہ زمین ۔ یہ دریا یہ بحر و بر بھی ہوگا ۔ یہ غلہ اور اناج بھی ہوگا ۔ کہ یہ سب خادم ہیں اور مخدوم ہو تو خادم بھی ساقط ہوتا ہے ۔ تو کل عالم کی بقاء ۔ ذکر کی برکت سے ہے اور ذکر اس وقت تک ہوگا جب تک ، ذکر بتانے والے ہوں گے ۔ علما ہوں گے ۔ تو مچھلیوں اور حشرات کی علماء کے لئے یہ دعائیں حقیقت میں اپنے لئے ہیں ۔ ہمیں اس کا احساس نہ ہو مگر انہیں یہ احساس ہے ۔ پانی نہ ہو تو مچھلی کیسے زندہ رہے گی ؟ پانی آتا ہے بارش سے چشمے بہاتا ہے اللہ تعالیٰ ۔ تو جب عالم نہ ہو تو پھر ان خادموں ، بادلوں ، چشموں ، دریاؤں کی کیا ضرورت ؟ نہ غلہ ہوگا نہ دانہ نہ پانی ۔ کہ خادم اشیاء کا مخدوم نہ رہا ۔ جو ذکر الٰہی ہے تو جب تک ذکر الٰہی ہے عالم بھی ہے ذکر ختم ہوا تو گویا دنیا کا ہارٹ فیل ہوا ۔ ایک دم جیسے قلب رک جائے اور یہ بند ہوا تو فوراً قیامت قائم ہو جائیگی ۔

امام بخاری کتاب العلم میں فرماتے ہیں ۔ کہ قیامت واقعہ عظمیٰ اور واقعہ کبریٰ ہے ۔ عظیم ترین صدمہ ہے سارے عالم پر ، اب اگر مثلاً ایک شخص کوئی مسجد کوئی مدرسہ گرا دے تو بڑا ظلم کیا اس نے ، بڑی بے انصافی ہے ، مسجد تو بڑی چیز ہے مسجد کی ایک لکڑی جلا دی ایک اینٹ توڑ دی تو بہت بڑا ظلم کیا ۔ اور اگر ایک شخص روئے زمین کی ساری مساجد ڈھا دے حتیٰ کہ بیت اللہ کو بھی گرا دیا (العیاذ باللہ) روضۂ اطہر بھی ڈھا گیا ۔ جیسے قیامت کے وقت عرش و کرسی ، روضہ مبارکہ سب نہ ہوں گے ۔

علم دین کا ختم ہو جانا قیامت کا ذریعہ ہے | تو یہ قیامت حقیقت میں کون لایا ؟ امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ ایک عالم جب درس دیتا ہے پڑھنے والے بھی ہوں تعلیم بھی ہو تعلم بھی ہو تو یہ زمین آباد ہوگی ۔ خانہ کعبہ بھی آباد ہوگا ۔ حج بھی ہوگا ، نماز بھی اور روزہ بھی اور قیامت سے قبل علم اٹھ جائے گا ۔ ذکر الٰہی نہیں ، عالم نہیں تو یک دم یہ کل عالم تباہ ہو جائے گا ۔

دیکھئے ، ایک مباشر ہوتا ہے ایک مسبب تو مسبب کا حکم بھی مباشر کا ہوتا ہے ۔ ایک شخص قتل کا ارتکاب کرتا ہے

وہ مباشر ہے۔ ایک شخص دوسرے کو قتل کا حکم دیتا ہے وہ سبب ہے تو سبب والا بھی ماخوذ ہوتا ہے یا نہیں ؟ آپ لوگ منطقی ہیں کہیں گے کہ خدا نے مٹا دئیے، ٹھیک ہے مگر دنیا عالم اسباب ہے۔ بھوک پیاس خدا مٹاتا ہے مگر ظاہری اسباب اللہ نے ہمارے لئے پیدا کر دئیے۔ اولاد اللہ دیتا ہے مگر بظاہر سبب نکاح ہے۔ عالم اللہ بناتا ہے۔ مگر یہ درس، مدرسہ اور کتابیں سبب ہیں یہ عالم اسباب ہے جس کی بنا پر سارا عالم چلتا ہے۔ اس کا موثر حقیقی اللہ پاک ہیں۔ سبب موثر نہیں، علاقہ ہے مگر ان اسباب کا ارتکاب و اختیار جس نے کیا اس پر بھی مباشر حکم کا اجرا ہوگا۔ تو قیامت برپا کیا حقیقت میں اللہ نے، وہ مباشر ہے حکم اسی کا ہے مگر اس کا سبب علم کا معدوم ہونا ہے عالم کا نہ ہونا ہے، علم کا نیست ہو جانا ہے، علم کی یہ گم شدگی سبب بنی قیامت کی جس سے سارے مساجد مٹ گئے خانہ کعبہ منہدم ہوا روضۂ اطہر نہ رہا تو سب کچھ اس عالم نے کیا جو پڑھاتا نہیں تھا یا وہ طلبا جو پڑھنے والے نہ تھے گویا قیامت کو لانے کا ذریعہ کون بنے گا ؟ مولوی کہ جس کے ختم ہو جانے سے ذکر الٰہی ختم ہوا عبادت ختم ہوئی اور قیامت آ گیا۔

تو حضرات وطیور جب عالم کے لئے دعا کرتے ہیں تو ساری دنیا کے ساتھ ساتھ وہ اپنی بھلائی چاہتے ہیں ورنہ اسباب حیات معدوم ہو جائیں گے تو کوئی نہ رہے گا۔ تو امام بخاری کا یہ استنباط کہ قیامت کا سبب ترک علم دین اور ختم علم دین ہے بالکل صحیح ہے کہ موت العالِم موتُ العالَم۔ عالم کی موت سے ایک موت تو یہ ہے کہ اس کے اسباق درس و تدریس کا سلسلہ منقطع ہو گیا۔ مگر حقیقتاً عالم کی موت عالم اور کائنات کے لئے رفتہ رفتہ داہیۂ کبریٰ قیامت کا ذریعہ بنتا ہے۔

مولانا مرحوم کی جامعیت | تو آج ایک عالم کی جدائی میں ہم سب مغموم و پریشان ہیں یہ (مولانا عبدالحلیم مرحوم) ایک ایسے عالم تھے کہ تفسیر، حدیث، فقہ، اصول فقہ، اور فنون کے جامع تھے۔ ہمارے ساتھ تو خاص تعلق اور خاص واسطہ تھا اللہ کو یہ منظور تھا، ہم جب جلالیہ (علاقہ چھچھ) میں غالباً شرح جامی پڑھتے تھے اس وقت مولانا مرحوم بھی وہاں تھے۔ ان کی عمر غالباً میرے برابر تھی سال آدھ تقدیم تاخیر شاید ہو۔ اس وقت بھی کافیہ، شرح جامی کے تکرار میں شریک ہوتے اس عمر میں ان کے ساتھی کہا کرتے کہ اللہ نے انہیں کتنی ذہانت دی ہے۔ پھر جب سے یہ دارالعلوم حقانیہ قائم ہوا ہے اس کے ساتھ ان کا خاص تعلق رہا۔ پہلے ہماری چھوٹی سی مسجد میں سالہا سال یہ سلسلہ رہا۔ مولانا وہاں بھی درس دیتے تھے۔ حاجی محمد یوسف صاحب کی مسجد میں قیام تھا۔ پھر ہماری اس مسجد کے سامنے مکان میں رہے۔ کچھ عرصہ عوارض کی وجہ سے گاؤں میں رہ گئے وہاں سے چند ایک دن بعض مدارس میں رہے مگر ہر جگہ فرماتے کہ جو ذوق و شوق مجھے دارالعلوم حقانیہ میں حاصل تھا اور جو روحانیت مجھے دارالعلوم میں ملتی ہے وہ کسی اور جگہ نہیں۔ تو تدریس کرنا ہی نہیں گاؤں میں چھوٹی سی دکان ڈال دی مجھے خبر ہوا کہ مولانا فارغ ہیں تو

میں نے دوبارہ بلایا اور تشریف لائے اس وقت سے ۲۵، ۳۰ سال ہوئے کہ وہ اسی دارالعلوم کے ساتھ محبت تعلق کے ساتھ وابستہ رہے۔ ہمیشہ اہم کتابیں وہ پڑھاتے۔ اللہ پاک نے جامع علم حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ کو دیا تھا جامع علم ، ہر فن کے عالم ، اس دارالعلوم کی سرپرستی جو انہوں نے فرمائی اللہ تعالی اس کا اجر ان کو نصیب کرے۔

مصیبت کے وقت مومن کا شیوہ | مگر بھائیو! دنیا سے سب کو جانا ہے۔ کل من علیہا فان۔ یہ اللہ کا مقرر شدہ قانون ہے۔ حضرت ابوبکرؓ نے حضورؐ کی وفات کے وقت جب کہ معمولی صدمہ نہ تھا عقول، حواس باختہ تھے۔ حضرت عمرؓ جیسے مدبر اور ذہین شخص تلوار نکال کر کھڑے ہوئے کہ جس نے کہا کہ حضور اقدس وفات پاگئے اس کا سر قلم کردوں گا۔ تو جب ان جیسے متین انسان کے قلب مبارک پر صدمہ کی وجہ سے بے حد دباؤ تھا اور اور ابوبکر تشریف لائے اور یہ آیت پڑھی:۔

انک میت و انہم میتون۔ تب سب کو احساس ہوا کہ آپ اور ہم سب نے یہاں سے جانا ہے۔ پھر فرمایا۔ من کان یعبد اللہ فان اللہ حی لا یموت ومن کان یعبد محمداً فان محمداً قد مات۔ (او کما قال) یہ ابوبکرؓ کا حوصلہ تھا اور جتنا ان کا مقام سارے صحابہ سے اونچا ہے۔ اسی طرح حوصلہ بھی اللہ نے ان کو دیا تھا صحابہ کو بتا دیا کہ جو راستہ حضورؐ نے ہمیں بتایا ہے اسی کی پیروی کریں گے۔

تو حضرت مولانا کی جدائی سارے ملک کے لئے نقصان ہے مگر دارالعلوم کے لئے واقعی بات یہ ہے کہ جو خلا ہوا ہے جو نقصان پہنچا ہے اس کمی کو سوائے اللہ کے فضل و کرم اور امداد خداوندی کے بغیر پورا نہیں کیا جا سکتا سب تلامذہ کی تربیت اور علمی فیضان سے محروم ہوگئے۔ ہمارا سہارا سوائے اللہ کے اور کوئی نہیں۔ ہم اللہ سے سوال کرتے ہیں کہ تو ہی دین کا محافظ اور نازل کرنے والا ہے اس کی خدمت کے لئے یہ طلباء، اساتذہ عملہ یہ معاونین اور وابستگان ہیں تو یہ ـــــ انا نحن نزلنا الذکر و انا لہ لحافظون ۔ ذاتی حفاظت ہے

دعا | ہماری اللہ سے درخواست ہے کہ وہ حضرت مولانا کے درجات بلند فرمائے عمر بھر جو دینی خدمات انہوں نے انجام دیں قیامت تک اس کے برکات، باقی رکھے۔ اور ان کی قبر کو روضۃ من ریاض الجنۃ بنادے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام ان کو نصیب ہو اور ان کی جدائی سے دارالعلوم کو جو کمی پہنچی ہے اپنے فضل و کرم سے اسے پر فرمادے ان کے خاندان اور دوست واحباب تلامذہ سب کو صبر جمیل عطا فرمادے۔ اور ان کے علوم قیامت تک شاگردوں کے ذریعہ باقی اور محفوظ رکھے۔ یہ تلاوت کلام پاک جو کی گئی ہے اللہ تعالیٰ اسے شرف قبول بخش کر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحابہ کرام تابعین اور ساری امت خصوصاً حضرت مولانا مرحوم کی روح مبارک تک اس کا ثواب پہنچا دے۔ اللہ اپنے فضل سے ہمیں اس کا اجر دے اور وہ اجر ان ارواح طیبہ تک پہنچا دے جو اساتذہ زندہ ہیں اللہ ان کی عمر میں برکت ڈال دے۔ ہم سب ایک مرکز سے وابستہ ہیں جو

دارالعلوم دیوبند ہے۔ حضرت مولانا مرحوم اور ہم سب وہاں اکٹھے رہے اور یہاں بھی، تو یہ ساری خدمات وہاں کے مشائخ بالخصوص حضرت شیخ مدنیؒ، حضرت شیخ الہندؒ، حضرت نانوتویؒ، حضرت مولانا محمد یعقوبؒ وغیرہ جو گذر چکے ہیں ان کے فیوضات اور دعائیں ہیں اور ان کی تعلیمات ہیں جو ہم آپ کو نقل کرتے رہتے ہیں اور آپ انشاء اللہ آئندہ نسلوں اور قوموں تک انہیں پہنچائیں گے۔ تو ان سب اکابر کے حق میں دعا فرمائیں دعا اور ایصال ثواب میں جتنی بھی سخاوت ہوگی اتنا ہی اجر بھی اضعافاً مضاعفاً ہوگا۔ اللہ تعالیٰ سب کو اس صدمہ کے عوض صبر نصیب فرمائے۔ جو علماء، طلباء، فضلاء اور اہل علم کل سے اخلاص و محبت کا مظاہرہ فرما رہے ہیں اللہ تعالیٰ ان سب کو اور تمام معاونین دارالعلوم کو دنیا و آخرت کی سرخروئی سے نوازے۔ وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

قطعہ تاریخ وصال مولانا عبدالحلیم قدس سرہ

(از مولانا قاضی عبدالکریم مدظلہ کلاچی)

اس قحط الرجال میں یہ سانحہ اور بھی شدید ہو جاتا ہے ع جدھر دیکھتا ہوں ادھر میں ہی میں ہے
یعنی انانیت اور نفسانیت کی ظلمت میں جب ہر طرف سے ہم لوگ گھرے ہوئے ہیں ایسے میں للہیت کی کرنیں خاموش ہونے لگیں تو یقیناً دل بیٹھنے لگتا ہے۔ حضرت جو خیر کثیر ساتھ لے گئے ہیں انہیں تو انشاء اللہ" واللہ عندہ وہی بس ہے۔ واللہ خیر مآلہ۔ لیکن علم کا یتیم موجب تشویش ہے۔ ماشاء اللہ والامر بید اللہ
حضرت کی شفقت یاد آئی اور یہ تک بندی ہوگئی ؎

خونچکانیدیم باقلب دونیم
بر وصال حضرت عبدالحلیم
بہر تاریخش بگو نالہ کناں
شیخ حق در جنۃ ماوی رساں

۹۱۰ ۱۰۸ / ۴۸/۴۵۲/۲۰۴ / ۲۶۱

۱۹۸۳